جلد ۹ | ۱۴ شہادت ۱۳۳۹ھش | ۱۷ شوال ۱۳۷۹ھ | ۱۴ اپریل ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۵

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۱ اپریل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ وشفا عاجلہ کے لئے دردمندانہ الحاح سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت یاب فرمائے اور کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۵ اپریل مکرم ابو عبدالعزیز صاحب آف انگلستان زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے کل صبح بٹالہ سے بذریعہ ٹیکسی کی گاڑی یہاں تشریف لائے۔

قادیان ۔ ۷ اپریل ۔ مکرم صالح الشبیبی صاحب اپنے وطن انڈونیشیا بسلسلہ تبلیغ تشریف لے جانے کے لئے ربوہ سے بھی کو بوقت چھ بجے شام بخیریت یہاں تشریف لائے اور زیارت مقامات مقدسہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد آج دہلی روانہ ہوگئے وہاں سے آپ اپنے وطن جائیں گے۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

> "مرزا صاحب کا یہ مشہور قصیدہ اپنے تمام لسانی محاسن کے لحاظ سے ایسی عجیب وغریب چیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ایسا شخص جس نے کسی مدرسہ میں زانوئے ادب تہہ نہیں کیا تھا کیونکر ایسا فصیح وبلیغ قصیدہ لکھنے پر قادر ہو گیا۔"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عربی قصیدہ نعتیہ کے متعلق علامہ نیاز فتحپوری کا محققانہ تبصرہ

"یہ قصیدہ عربی نہ صرف اپنی لسانی وفنی خصوصیات بلکہ اس والہانہ محبت کے لحاظ سے بھی جو مرزا صاحب کو رسول اللہ سے تھی بڑی پُر اثر چیز ہے"

"آئینہ کمالات اسلام" جو ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف لطیف ہے ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی اس میں علاوہ کم فہم معترضین کے اعتراضات کے مدلل جوابات کے اسلام کے کمالات اور قرآن کریم کی بے نظیر خوبیاں نہایت جامع طریق سے بیان کی گئی ہیں اسی کتاب کا ایک حصہ "التبلیغ" کے نام سے فصیح وبلیغ عربی زبان میں ہے جس کے آخر میں نہایت بلند پایہ دو عربی قصیدے بھی شامل ہیں۔ جن میں پہلا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں لکھا گیا ہے۔ یہ قصیدہ نہ صرف اس والہانہ عشق ومحبت کا آئینہ دار ہے جو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے حضور کو حاصل تھی۔ بلکہ اس مبارک قصیدہ کا ہر قاری بھی بذات خود اس سے مخصوص برکات سے مستفید ہو سکتا ہے جیسا کہ حضور سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ

"جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔"

اس مبارک قصیدہ کی شرح محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ بلاد عربیہ وانگلستان نے ۱۹۵۶ء میں لکھی الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ نے اسے شائع کیا۔ علامہ نیاز فتحپوری نے اپنے مؤقر رسالہ نگار کی حالیہ اشاعت بابت ماہ اپریل ۱۹۶۰ء میں اسی شرح پر محققانہ تبصرہ فرمایا ہے جسے افادہ احباب کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:-

شرح القصیدہ | اب سے تقریباً ۶۵ سال قبل ۱۸۹۳ء کی بات ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ تجدید ومہدویت سے ملک کی فضا گونج رہی تھی اور مخالفت کا ایک طوفان ان کے خلاف برپا تھا۔ آریہ، عیسائی اور مسلم علماء سبھی ان کے مخالف تھے اور وہ تن تنہا ان تمام حریفوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا جب انہوں نے مخالفین کو "ھل من مبارز" کے متعدد چیلنج دیئے اور ان میں سے کوئی سامنے نہ آیا۔ ان پر منجملہ اور اتہامات کے ایک اتہام یہ بھی تھا کہ وہ عربی وفارسی سے نابلد ہیں اسی اتہام کی تردید میں انہوں نے یہ قصیدہ نعت عربی میں لکھ کر مخالفین کو اس کا جواب لکھنے کی دعوت دی لیکن ان میں سے کوئی بھی عہدہ برآ نہ ہو سکا اور بے بسی کا رونا آیا۔

مرزا صاحب کا یہ مشہور قصیدہ ۶۹ اشعار پر مشتمل ہے اور اپنے تمام لسانی محاسن کے لحاظ سے ایسی عجیب وغریب چیز ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ایسا شخص جس نے کسی مدرسہ میں زانوئے ادب تہہ نہ کیا تھا کیونکر ایسا فصیح وبلیغ قصیدہ لکھنے پر قادر ہو گیا۔ اسی زمانہ میں ان کے مخالفین یہ بھی کہا کرتے تھے کہ ان کی عربی زبان کی شاعری غالباً ان کے مرید خاص مولوی نور الدین کی ممنون کرم ہے، لیکن اس الزام کی نوعیت ایسی ہے ظاہر ہے کہ مولوی نور الدین خود مرزا صاحب کے بڑے معتقد تھے اور اگر مرزا صاحب کے عربی قصائد وغیرہ انہیں کی تصنیف ہوتے تو مرزا صاحب کے اس کذب ودروغ پر کہ یہ سب کچھ خود انہیں کی فکر کا نتیجہ ہے، سب سے پہلے مولوی نور الدین ہی معترض ہو کر ان کی جماعت سے علیحدہ ہو جاتے حالانکہ مرزا صاحب کے بعد وہی خلافت کے مستحق قرار دیئے گئے۔

یہ رسالہ مرزا صاحب کی اسی عربی قصیدہ کی شرح ہے جس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے یہ شرح مولوی جلال الدین شمس نے لکھی ہے جو کسی وقت بلاد عرب وانگلستان میں احمدی مبلغ کی خدمات انجام دے چکے ہیں یہ شرح انہوں نے بڑی عقیدت مندانہ ذہن سے لکھی ہے جیسا کہ ہم پہلے ظاہر کر چکے ہیں یہ قصیدہ نہ صرف اپنی لسانی وفنی خصوصیات بلکہ اس والہانہ محبت کے لحاظ سے بھی (جو مرزا صاحب کو رسول اللہ سے تھی) بڑی پُر اثر چیز ہے۔

یہ قصیدہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے:-

> یا عین فیض اللہ والعرفان ۔ یسعی الیک الخلق کالظمآن

اور اختتام اس شعر پر ہوتا ہے:-

> جسمی یطیر الیک من شوق علا ۔ یا لیت کانت قوۃ الطیران

یہ رسالہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ پاکستان سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(رسالہ نگار لکھنؤ اپریل ۱۹۶۰ء صفحہ ۵۲)

مالک، ۔۔۔ ۔۔۔ الدین ایم اے پرنٹر وپبلشر نے ۔۔۔ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۰ء

انگلستان میں تبلیغ اسلام

"انگلستان کے حالات پہلے کی نسبت اب بالکل بدل چکے ہیں اور اسلام کے حق میں ایک خوشکن فضاء پیدا ہو رہی ہے"

یہ وہ الفاظ ہیں جو ایک خاص جذبے اور پورے یقین کے ساتھ قادیان کے مقدس مرکز میں تشریف لانے والے ہمارے ایک مخلص احمدی دوست جناب بابو عبدالعزیز دین صاحب نے مورخہ ۷ اپریل کو بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ایک جلسہ کے موقعہ پر فرمائے۔ جناب بابو عبدالعزیز دین صاحب اپنے ذاتی کاروبار کے سلسلہ میں عرصہ ۴۲ سال سے سرزمین انگلستان میں مقیم ہیں۔ اور زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے مورخہ ۵ اپریل کو قادیان تشریف لائے۔ اور بعض مقامی احباب کی خواہش پر آپ نے انگلستان میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر ایک دلچسپ اور پُر از معلومات تقریر فرمائی۔

تقریر کے آغاز میں آپ نے انگلستان میں دیگر اسلامی اداروں کا بھی مختصر حال بیان کیا۔ اور ان کے مقابل جماعت احمدیہ کی تعمیر کردہ مسجد فضل لندن اور اس جگہ قائم شدہ احمدیہ تبلیغی مشن کی مساعی جمیلہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ صحیح معنوں میں اسلام کی تبلیغ کا فریضہ ہمارا مشن ہی ادا کر رہا ہے جبکہ دوسرے مسلمانوں کو اس اہم فریضہ کی طرف مطلقاً توجہ ہی نہیں تھی۔ آپ نے کہا۔ ہمارے مشن کی طرف لوگوں کی زیادہ تر توجہ کا باعث سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ مسیحیت اور حضرت مسیح ناصری کی وفات کا مسئلہ ہے۔ جسے ہمارے مبلغین بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کھلے بندوں بیان کرتے ہیں۔ اور سب کے سامنے نہایت مدلل طریق پر اسلام کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہیں جس کا خاطر خواہ اثر ہوتا ہے

آپ نے فرمایا باقاعدہ طور پر حلقہ بگوش اسلام ہونے والے انگریز نومسلموں کی تعداد بڑھانے کے مقابل پر اس ملک کی فضاء کو بدلنا بڑا کام ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی مبلغین کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کی اُن ناقابل فراموش مساعی جمیلہ کا ذکر کیا جو انگلستان میں مقیم رہ کر ۔۔۔ نے وہاں کی فضاء کو اپنے ملک کے لئے ۔۔۔ بنا دیا ۔۔۔

اور اسلام کے خلاف ان لوگوں کے خیالات میں خوشگوار تبدیلی لانے کا باعث ہوئیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے تبلیغی میدان میں عیسائیت کے بالمقابل متعدد مواقع پر احمدی مبلغین وافراد کی نمایاں فتح وکامرانی کے ایمان افروز واقعات بھی بیان کئے اور بتایا کہ مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ عیسائیوں کے مقابل پر ہمیں کبھی بھی شکست ہوئی ہو۔ حالانکہ متعدد مواقع پر عیسائیوں کی طرف بڑے بڑے آدمی آئے۔ مگر احمدی مبلغین کے سامنے کسی کو ٹھہرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

دوران تقریر میں آپ نے کیپٹن ڈگلس سے اپنی ملاقات کا اور ان کی زبانی ڈاکٹر مارٹن کلارک والے مقدمہ کے واقعات سننے کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ کس طرح موصوف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بڑی عقیدت مندی اور احترام سے ذکر کرتے اور مقدمہ کے واقعات کو بیان کرنے میں ایک گونہ فرحت محسوس کرتے تھے۔

انگلستان اور یورپ میں احمدیت کی طرف زیادہ توجہ کے ذکر میں جناب بابو صاحب نے بیان کیا کہ ہماری طرف سے یورپ کے مختلف ممالک میں مساجد کی تعمیر ہو رہی ہے۔ اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ یہ چیز ان لوگوں کو ہماری طرف متوجہ کرنے کا بہت بڑا ذریعہ بن رہی ہے۔ علاوہ انگریزوں کے کئی قسم کے غیر احمدی جو انگلستان اور یورپ کے ممالک میں جاتے ہیں۔ وہ احمدیہ جماعت کی اس خالص اسلامی خدمت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

تقریر کے آخر میں بڑے جوش اور خاص جذبے سے آپ نے کہا۔ میں نے گذشتہ ۴۲ سال کے دوران حالات کا بچشم خود مطالعہ کیا ہے اور خود تبلیغی مساعی میں شرکت کی ہے۔ میں ذاتی مشاہدے اور تجربے کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ اب وہاں کے حالات بالکل بدل چکے ہیں۔ اور اسلام کے حق میں ایک خوشگوار فضا پیدا ہو رہی ہے۔ اور ایک عرصہ پہلے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو فرمایا تھا کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
ہم اپنی آنکھوں سے اس کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ یعنی اسلام پر اعتراض کرنے کی بجائے وہاں بہت سے پروفیسر اور لٹریری لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بڑے احترام اور عزت سے کرتے ہیں اور اسلام کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

لوگوں کے خیالات اور وہاں کے حالات میں یہ غیر معمولی تبدیلی ہے جو اندر ہی اندر محض خدا تعالیٰ کے

ہمارا قرآن مجید

از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ دام فیضہ

(۱)

عقل ہو ہر چند کامل وحی کی محتاج ہے — جیسی کل محتاج تھی ویسی ہی محتاج آج ہے
ہر صدی میں تازہ تر الہام کا معراج ہے — اسلئے اسلام میں قرآن ہی کا راج ہے

بشنوید از مصلح موعود زبانِ خسرو[1]
"عاقلاں را پیر کامل، جاہلاں را رہنما"

(۲)

جس نے سیکھا مصلح موعود سے قرآن ہے — وہ معینِ دینِ حق ہے صاحبِ عرفان ہے
از پئے اسلام اس کا مال و جان قربان ہے — احمدیت کی حقیقت پر اسے ایمان ہے

اتباعِ حضرتِ محمود میں اسکی ندا
"عاقلاں را پیر کامل، جاہلاں را رہنما"

[1] اس کا اشارہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ رؤیا مطبوعہ بدر ۳۱ مارچ ۱۹۶۰ء میں قرآن کریم کی شان میں اُن الفاظ کی طرف ہے جو حضور کی زبان پر جاری ہوئے اور دوسرے مصرع میں انہیں نقل کیا گیا ہے۔ (بدر)

محترم چوہدری برکت علی خاں صاحب وکیل المال (پنشنر) وفات پا گئے!

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ۸ اپریل۔ نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم چوہدری برکت علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ وکیل المال پنشنر کل مورخہ ۷ اپریل ۱۹۶۰ء بروز جمعرات چار بجے سہ پہر قریباً ۷۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم چوہدری صاحب مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ آپ ۱۹۰۱ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے تمام عمر خدمت سلسلہ میں بسر کی۔ اور نصف صدی سے زائد عرصہ تک صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے دفاتر میں شاندار خدمات بجا لاتے رہے ۱۹۳۳ء تک آپ نے صدر انجمن احمدیہ میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ اسسٹنٹ آڈیٹر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید شروع ہونے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے آپ کو اس کے مالی شعبہ کا انچارج مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء تک بیک وقت آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ اور فنانشل سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمات سر انجام دیں۔ بعد میں صدر انجمن سے ریٹائر ہونے پر آپ مسلسل تحریک جدید میں فنانشل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے اور نہایت محنت جانفشانی اور شغف کے ساتھ اپنے مفوضہ فرائض سر انجام دے کر تحریک جدید کے مالی نظام کو مستحکم بنانے میں نہایت قابل قدر خدمات سر انجام دیں اور بالآخر ۱۹۵۷ء میں وکیل المال کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ریٹائر ہونے کے بعد بھی آپ خدمت سلسلہ میں مصروف رہے اور خاص اپنی نگرانی میں تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین کے انیس سالہ حسابات پر مشتمل کتاب طبع کرائی۔ اس طرح آپ نے قریباً تمام عمر خدمت سلسلہ میں بسر کر کے قربانی وایثار انتھک محنت اور سلسلہ کے ساتھ والہانہ عقیدت کی ایک شاندار مثال قائم کر دکھائی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت چوہدری صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں خاص مقام قرب سے نوازے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور محترم چوہدری صاحب مرحوم کی اولاد کو اپنے بزرگ والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ عیدالفطر

اِس ظاہری عید کو اس عظیم الشان رُوحانی عید کے حصول کا ذریعہ بناؤ

جس میں

ساری دنیا خدا تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار کرتے ہوئے اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے

حقیقی عید یہی ہے کہ اسلام جن قربانیوں کا تقاضا کرتا ہے انہیں پورا کرتے چلے جاؤ

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ ؍ مارچ ۱۹۶۱ء بمقام ربوہ

الحمد للہ کہ عیدالفطر کی مبارک تقریب پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد مبارک میں جلوہ افروز ہوئے اور حضور نے جماعت کو اپنے کلمات طیبات سے مستفیض فرمایا۔ حضور کا یہ ایمان افروز خطاب افادۂ احباب کے لئے روزنامہ الفضل مورخہ ۲/۴ سے نقل کیا جاتا۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

احادیث سے ثابت ہے

کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم عید کے موقعہ پر عیدگاہ میں آتے اور جاتے ہوئے اور پھر عیدگاہ میں تشریف رکھتے وقت بھی بڑی کثرت کے ساتھ یہ تکبیر پڑھا کرتے تھے کہ

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ و للہ الحمد۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت بتاتی ہے کہ مومنوں کی حقیقی عید اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی عظمت کے بیان کرنے میں ہی ہے۔ پس اگر ہم دنیا میں

اللہ تعالیٰ کی عظمت

قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس کے نام کو پھیلا دیں۔ اس کی بڑائی کو ثابت کر دیں اور اپنی تمام کوششیں اور مساعی اس غرض کے لئے وقف کر دیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو۔ تو یقیناً ہماری عید

حقیقی عید

کہلا سکتی ہے۔ لیکن اگر ہمیں اپنے فرائض کا احساس نہ ہو۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید کی اشاعت اور اس کی عظمت کے قیام کے لئے اسلام جن قربانیوں کا ہم سے تقاضا کرتا ہے۔ ان قربانیوں کے میدان میں ہمارا قدم سست ہو۔ تو پھر ہماری عید صحیح معنوں میں عید نہیں کہلا سکتی۔ پس آج میں اپنی جماعت کے تمام دوستوں کو اس امر کی طرف

توجہ دلاتا ہوں

کہ انہیں اس عید کو حقیقی رنگ میں منانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس ظاہری عید کو اُس عظیم الشان روحانی عید کے حصول کا ایک ذریعہ بنانا چاہیئے۔ جس میں ساری دنیا خدا تعالیٰ کی بڑائی کی قائل ہو جائے۔ اور اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائے۔

اگر دنیا میں

خدا تعالیٰ کی بڑائی

قائم نہ ہو۔ تو ہماری عید کوئی عید نہیں۔ لیکن اگر اس کی بڑائی قائم ہو جائے۔ اور دنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل ہو جائے۔ تو اسی میں ہماری حقیقی عید ہے۔ کیونکہ سچا غلام اسی خوش ہوتا ہے۔ جب اس کا آقا خوش ہو۔ غرض کہ عید ہمیں تبلیغ اسلام کی وسعت اور خدا تعالیٰ کی بڑائی دنیا میں قائم کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی بڑائی اسی صورت میں قائم ہو سکتی ہے۔ جب جماعت کے تمام افراد کیا چھوٹے اور کیا بڑے اور کیا مرد اور کیا عورتیں تبلیغ پر زور دیں۔ اور

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کے جھنڈے کے نیچے سب دنیا کو جمع کرنے کی کوشش کریں۔ بیشک پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تغیر ایک دن واقعہ ہو کر رہیگا اور دنیا خدا تعالیٰ کے آستانہ پر اپنا سر جھکا دے گی۔ مگر پیشگوئیوں کو پورا کرنے کے لئے دعاؤں اور قربانیوں اور جد و جہد سے کام لینا بھی ضروری ہوتا ہے۔

پس ہمیں اپنی تبلیغی مساعی کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا میں بلند سے بلند تر کرتے چلے جانا چاہیئے۔ کیونکہ

اسی میں ہماری عزت ہے

اور اسی سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض پوری ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور وہ آپ کو نیکی اور تقویٰ کے ساتھ ہمیشہ خدمت اسلام کی توفیق بخشے اور آپ کی نسلوں میں بھی سچا ایمان پیدا کرے تا قیامت تک خدا تعالیٰ کا نام بلند ہوتا رہے۔ اور قیامت تک اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام مذاہب کے جھنڈوں سے اونچا لہراتا ہے۔ اللّٰھم آمین۔

بموقعہ یوم مسیح موعودؑ کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں جلسہ ہائے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انعقاد

رشی نگر

مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۵۸ء کو باوجود سخت سردی اور بارش کے مقامی طور پر یوم مسیح موعودؑ کی مبارک تقریب کے موقعہ پر پورے اہتمام سے جلسہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد احمدیہ میں بوقت ۱۱ بجے دن منعقد ہوا۔ مستورات کے لئے باقاعدہ پردہ کا انتظام تھا۔ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت خواجہ عبدالسبحان صاحب صدر جماعت تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی سے شروع ہوئی۔ اور مستورات میں دو بچیوں نے دلچسپی سے نظم پڑھی۔ بعدہٗ عبدالسلام صاحب لون متعلم ہائی سکول کاپرن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پڑھ کر سنائی۔ اور جماعت کو عملی نمونہ دکھانے کی طرف توجہ دلائی۔ پھر خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد پر تقریر کی اور بتایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ کی بعثت سے ضلال مبین کو دور کرنے کا ذکر فرمایا۔ اسی جگہ وآخرین منھم فرما کر یہ خوشخبری بھی دی کہ حضورؐ کی بعثت ثانیہ ایک ایک کامل بروز کے رنگ میں ہوگی جو ثریا سے ایمان کو واپس لاسکے گا۔ ان الفاظ میں جہاں مسیح موعود کے عظیم الشان مقام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہاں صادق و مصدوق نے آپؑ کے مشن کو ما أنا علیه واصحابی فرما کر واضح فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل پھیلی ہوئی ضلال مبین کو دور کرنے کا واضح نظارہ اس وقت ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک زمانہ خلافت میں دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو تا دیر ہم میں سلامت رکھے اور حضور کے زیر سایہ جماعت کو بڑھ چڑھ کر خدمات جلیلہ بجا لانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ آخر میں صاحب صدر نے احباب جماعت کو مفید نصائح فرمائیں۔ اور بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

(خاکسار غلام احمد شاہ مبلغ سلسلہ مقیم رشی نگر کشمیر)

کٹک

مورخہ ۲۵ر مارچ کو یہاں جلسہ یوم مسیح موعود منایا گیا۔ بعد نماز مغرب زیر صدارت مولوی سید ابو صالح صاحب صدر جماعت احمدیہ ایم۔ پی کٹک جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم خوانی کے بعد صدر جلسہ نے یوم مسیح موعود منانے کی غرض اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے متعلق تقریر فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار نے آیۃ کریمہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم

پر ...کیا۔ حضور و نگہ بارہ میں فیروزن کی آمد اور آپ کی سیرت طیبہ کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح بعد دعا جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ آخر میں مکرم ناصر عبدالحمید صاحب کا شکریہ ادا کیا جن کے ہاں مہمانوں نے جلسہ استفادات سے بخوشی

پڑھ کر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے قیام کی ضرورت بیان کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارناموں کو پیش کیا۔ چونکہ یہ رات ستائیس رمضان المبارک کی رات تھی اسلئے رمضان المبارک کے روزے اور لیلۃ القدر کی حقیقت کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور بتایا کہ انبیاء کی بعثت کے زمانہ کو بھی لیلۃ القدر کہا گیا ہے۔ کیونکہ انبیاء مبعوث ہو کر دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیتے ہیں جس کے عوام کے اندر روحانی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اسی طرح جب بھی کوئی مومن اپنے اندر روحانی طور پر نمایاں تبدیلی پیدا کرلے اس کے لئے لیلۃ القدر کی برکات میسر ہوجاتی ہیں۔ اصل مدعا اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کا ہے۔ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر ہمیں اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کا بہترین موقعہ دیا ہے اسلئے اس موقعہ سے ہر شخص کو فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بعدہٗ دعا جلسہ برخواست ہوا۔

خاکسار غلام مہدی ناصر مبلغ کٹک چودوار۔

حیدر آباد

مورخہ ۲۷ر مارچ کو جلسہ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام وقت مقررہ پر ٹھیک ۲½ بجے شروع ہوا۔ مولوی حکیم محمد الدین صاحب نے تلاوت فرمائی۔ تلاوت کے بعد صدر جلسہ نے کھڑے ہو کر سامعین سے عہد دہرایا۔ بعد ازاں مکرم محمد شمس الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی

سب سے پہلی تقریر مکرم مرزا احمد اللہ بیگ صاحب کی تھی جس کا عنوان "سب مذاہب میں ایک موعود کا انتظار" تھا۔ اس پر موصوف نے مختلف حوالہ جات پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ ہر قوم میں ایک موعود کا انتظار رہا ہے۔ جو بگڑے ہوئے ادیان کو از سر نو تازگی بخشے اور وہ آنے والا مسیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں

دوسری تقریر مکرم خواجہ عبدالحمید صاحب انصاری نے "چودھویں صدی کا مجدد و مسیح و مہدی" کے عنوان پر فرمائی موصوف نے وضاحت سے سابقہ بزرگان دین کے اقوال و پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ دین کے احیاء کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد آتے رہے ہیں۔ اور اس زمانہ کا مجدد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسیح و مہدی ہے۔

تیسری تقریر "صداقت مسیح موعود از روئے قرآن و حدیث" کے تحت خاکسار کے ذمہ تھی۔ اس عنوان پر خاکسار نے ایک مضمون مرتب کیا تھا جس کو پڑھ کر سنایا گیا۔

آخر میں مولوی حکیم محمد الدین صاحب مبلغ سلسلہ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے کارناموں پر ایک سیر حاصل تقریر کی۔ موصوف نے ایک دلچسپ پیرایہ میں اختصار کے ساتھ حضور کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر خاصی دلچسپی سے سُنی گئی۔

مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے صدارتی تقریر کی۔ اور بعد دعا ٹھیک ۵½ بجے جلسہ برخواست ہوا۔

یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام منایا گیا۔ جلسہ سے ۲۔۳ روز قبل ہینڈبل تقسیم کئے گئے۔ اور جلسہ سے متعلق مقامی اخبارات میں بھی اعلان کئے گئے۔

خاکسار محمد صادق قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد۔

بھرت پور۔ بنگال

یہاں مکرم ڈاکٹر اللہ رکھا صاحب کی زیر صدارت یوم مسیح موعود منایا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد افتتاحی تقریر صدر موصوف نے فرمائی۔ اور جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ۲۳ر مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعودؑ نے اس جماعت کی بنیاد رکھی تھی جس کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام ہونا ہے۔ اور آج یہ جماعت خدا کے فضل سے ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ اس کے بعد سراج الدین صاحب نے کشتی نوح سے تعلیم کا حصہ پڑھ کر سنایا اس کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود کے کارناموں پر روشنی ڈالی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اپنی تجلی کا نظارہ دنیا کو دکھایا۔ اور اسلامی احکام کو صحیح شکل میں پیش کیا۔ جن کی شکل علمائے زمانہ نے مسخ کردی تھی۔ اور مخالفین اسلام کا منہ دلائل کے ذریعہ تیا مت تک بند کر دیا۔ دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

ہاری پاری گام

یہاں عیدگاہ میں یوم مسیح موعود منایا گیا۔ مکرم غلام احمد صاحب ڈار نے تلاوت کی اور اس کے بعد خاکسار نے پون گھنٹہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض بیان کیں غیر احمدی احباب نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔۔

(حکیم نور الدین محمد ...... مبلغ ...)

پینگاڈی

زیر صدارت مکرم مولوی محمد عبدالوہاب فاضل احمدیہ مسجد میں جماعت احمدیہ پینگاڈی نے ۲۳ر ۳ کو یوم مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام منایا۔ جس میں علاوہ احمدی احباب اور ان کے بچے اور مستورات کے بعض سنجیدہ غیر احمدی دوستوں نے بھی شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم ایس وی قمر الدین صاحب نے فرمائی۔ اس کے بعد مولوی ابو الوفاء صاحب مولوی علی کٹی صاحب اور ایچ سلیمان صاحب نے صداقت حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تقاریر فرمائیں۔

اسکے بعد دعا کے ساتھ بخیر و خوبی جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

امروہہ

مقررہ تاریخ پر یہاں جلسہ کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے مرکز کی اجازت سے ۳۱ر اپریل کو جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم خوانی کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے انقطاع الی اللہ اور خدمت دین کے لئے بے پناہ جذبہ کا ذکر کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ٹھیک وقت پر آپؑ کے دعوے ماموریت پر روشنی ڈالی۔

دوسرے نمبر پر محمد اختر صاحب نے اخبار بدر سے "اسمہ احمد" والی پیشگوئی کا مصداق کون ہے" مضمون پڑھ کر سنایا۔ اور منیر احمد صاحب نے کشتی نوح سے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر سنائے۔ بلکہ الہ داد احمد نے تعلیم کا حصہ سنایا۔ مکرم منیر احمد صاحب صدر جماعت مقامی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "دنیا میں ایک نذیر آیا۔۔۔" کی تشریح کی اور نوجوانوں کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ اور تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ اسی طرح آپ نے مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ دلائی تا جماعتی چندوں سے اندرون ملک اور بیرونجات میں بھی اسلام کی امن بخش تعلیم کی اشاعت کا خاطر خواہ انتظام ہوسکے۔

آخر میں خاکسار کی تقریر ہوئی جس میں خاکسار نے حضرت اقدس کی پیدائش سے وفات تک کے چیدہ چیدہ حالات پر روشنی ڈالی اور بعض الہامات کی تشریح کی اور حضور کی بیان فرمودہ بعض پیشگوئیوں کی وضاحت کی۔ اور آپ کے عشق الٰہی عشق قرآن اور عشق رسول اللہ کا خصوصی ذکر

"رقصِ ترکستان" — اور — "بے غیرتی کا بادشاہ"

مے سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں — بر پریشاں حالئے اسلام و قحط المسلمین
ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید — دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
مردمِ ذی مقدرت مشغولِ عشرتہائے خویش — خرم و خنداں نشستہ با بتانِ نازنین

(السیح الموعودؑ)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

(۱)

نیا سال آیا۔ نئی اُمنگوں اور نئی تمناؤں کے ساتھ آیا۔ اپنے ہمراہ نئے ارادے اور نئے عزائم لایا۔ مگر اس سال کی آمد کے ساتھ ساتھ اسلامی مملکتوں کے سربراہوں کے بعض تفریحی کارنامے بعنوان "حسین کلچرل پروگرام" بھی منظر عام پر آگئے۔ بعض اوقات عقل و فکر حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ کہ اگر یہی اسلامی تعلیم و اخلاقی اقدار ہیں جن کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی اسلامی سربراہ کر رہے ہیں۔ تو پھر اس میں اور بدنام "فرنگی تہذیب" میں کیا فرق ہے؟ اور کیا یہی وہ عظیم الشان روحانی انقلاب ہے جس کے برپا کرنے کے لئے سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے؟ اور کیا یہی وہ عالمگیر پیغامِ الٰہی جو قلوب کو اطمینان اور ارواح کو سرور و تسکین بخشنے والا ہے؟ اور کیا اسلام کا مقصود یہی "کلچرل پروگرام" ہیں جن کے نتیجہ میں "تعلق باللہ" پیدا ہوتا یا استوار ہوتا ہے؟

اے حامیانِ دینِ متین! آپ بھی اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیجئے۔ اپنے نفوس کا محاسبہ کیجئے۔ اپنے اور اپنے بھائیوں کے اعمال و کردار پر ایک طائرانہ نظر ڈالئے! اور پھر بتایئے کہ کیا واقعی ہم مدعیانِ اسلام اسلامی ماحول میں پرورش پا رہے ہیں۔ اور اپنے ذی شان اسلاف کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں؟ اور اب ہمارا اگلا قدم کس طرف اُٹھ رہا ہے؟ ہاں سوچئے۔ غور کیجئے۔ اور حالیہ زلزلہ جو مراکش کے ایک خوبصورت شہر مگر عیش و عشرت کے مرکز یعنی "آغادیر" میں آیا تھا اس کو پیشِ نظر رکھئے!! کہ اس میں بھی ایک عبرت کا سامان ہے۔

(۲)

گذشتہ "دو ماہ میں دو کلچرل پروگرام" دو اسلامی مملکتوں یعنی پاکستان اور انڈونیشیا میں منظرِ عام پر آئے۔ جن میں دونوں ملکوں کے صدرانِ مملکت خصوصیت سے شامل ہوئے۔ اُن کی مختصر سی کیفیت اور اُس پر دیانتدارانہ مگر جرأتمندانہ تبصرہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی مدیر صدق جدید لکھنؤ کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) مدیر "صدق جدید" پاکستان میں منعقد ہونے والی ایک کلچرل مجلس پر بعنوان "رقص ترکستان" تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"لاہور کے ایک انگریزی روزنامہ میں اس کے اسٹاف رپورٹر کے قلم سے:۔ "پچھلی شب آل پاکستان میوزک کانفرنس کے آخری جلسہ میں صدر مملکت۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ایک گھنٹہ تک پاکستانی موسیقی سے لطف اُٹھایا۔ وہ دس بجے شب تشریف لائے اور گیارہ بجے تک رہے۔ اُن کی خدمت میں گانے اور باجے دونوں کا خصوصی پروگرام پیش کیا گیا۔۔ ۔۔۔۔۔ موصوف نے خاص طور پر داد فلاں گائین کی ٹھمری کی اور فلاں گویے کے ساز کی دی۔۔۔۔ اور چلتے وقت فرمایا کہ وہ عنقریب ایک کمیشن ملک کی ثقافتی ترقی کے لئے مقرر فرمائیں گے۔ جس میں ایک خاص درجہ موسیقی کا بھی ہوگا۔ اس کے بعد۔۔۔۔۔ وزیر خارجہ نے گانیوں اور گویوں کو انعامات تقسیم کئے۔"

اور کسی کی ہمت صدر موصوف کو یہ بتانے کی نہ پڑی کہ اگر شاہ امروی اور عباسی اور مغل خاندان کے عشق پرست اور سلاطین بدنام رہے۔ جب تو آپ اپنے عمل کے مختار ہیں لیکن اگر جانشینی کسی درجہ میں بھی کسی ایک خلیفۂ راشد کی بھی کرنا ہے جس کی بڑی امیدیں آپ کی صاف و دیانتداری مالی یکسر تازہ بہ تازہ تقریب سے پیدا ہو گئی تھیں تو وہ اللہ کے بندے تو کبھی ایسی محفلوں اور کانفرنسوں کے قریب ہو کر بھی نہیں گذرے تھے اور ان کا رات کا وقت کسی بزمِ نشاط میں شرکت یا کسی آرٹ اور آرٹسٹ کی سرپرستی کی بجائے یا تو سوتی بچوں سے حاصل ہونے والی کیفی راتوں میں گزرتا تھا اور یا خشوع و خضوع سے ادا ہونے والے رکوع و سجود میں — یہ ساہ ترکستان کی تو ہو سکتی ہے کعبہ کی بہرحال نہیں۔"

(صدق جدید ۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء)

(ب) انڈونیشیا میں روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف کی آمد پر صدر انڈونیشیا مسٹر سوکارنو نے "کلچرل پروگرام" کی جس اعلیٰ مجلس کا انعقاد کیا۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے معاصر "صدق جدید" بعنوان "بے غیرتی کا بادشاہ" رقمطراز ہیں:۔

"فری پریس جرنل بمبئی یکم مارچ ۱۹۶۶ء کے ایڈیٹوریل سے:۔ ایک ۔۔۔۔ نیوز ایجنسی نے خبر دی ہے کہ جس وقت صدر انڈونیشیا سوکارنو کی صاحبزادیاں وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف کے سامنے خصوصیت کے ساتھ اپنا رقص پیش کر رہی تھیں۔ تو وزیر اعظم موصوف نے ایک بار بھی اُن کی طرف نظر نہ اٹھائی بلکہ برابر باسکر سے آتے ہوئے کاغذات کا مطالعہ کرتے رہے حالانکہ مسٹر خروشچیف خود روسی رقص کے ماہر ہیں۔ ممکن ہے کہ اس بے اعتنائی سے یہ ظاہر کرنا رہا ہو کہ یہ رقص بھی روسی معیار سے گرا ہوا ہے اس لئے قابلِ اعتنا نہیں ۔۔۔۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا اعتراض سے مقصود نفس رقص کے خلاف نہیں بلکہ صدر مملکت کی صاحبزادیوں کی رقاصی کے خلاف بیزاری کا اظہار ہو۔ رئیس زادیاں بہرحال پیشہ وروں کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہیں۔ ہندوستان اس نکتہ کو خوب سمجھ گیا تھا۔ چنانچہ اُس نے دہلی کے راشٹرپتی بھون میں صدر امریکہ کی خدمت میں مجرا ایک قلمی رقاصہ سے کرایا تھا۔"

اور تو بے غیرتی اور کم ظرفی کہنا چاہیئے کہ اپنی آخری حد کو پہنچ گئی ہے۔ باپ اور بھائی جو اپنی پیشہ ور بیٹیوں اور بہنوں کو نچواتے رہتے ہیں۔ اُن کے لئے اردو میں جو ٹھیٹھ لفظ بنے ہوئے ہیں۔ وہ بھی بہرحال گالیوں ہی کے درجہ کے ہیں۔ تحریری تہذیب و شائستگی ان کی روادار کہاں تک کہ اُن میں سے کسی لفظ کو بھی سلطانِ وقت کے لئے لایا جائے۔ جس نے بکمال بے غیرتی اپنی بیٹیوں کو ایک اجنبی کے سامنے نچوا کر سارے عالمِ اسلامی کی آنکھیں نیچی کرا دیں۔ آزادی کا یہی نتیجہ نکلنا تھا۔ تو اس سے کہیں بہتر تھا کہ یہ مسلم ملک بدستور محکوم و غلام ہی بنے رہتے۔"

(صدق جدید ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء)

(ج) اب جمال عبدالناصر صدر جمہوریہ عرب ہندوستان کے خیر سگالی کے دورہ پر تشریف لا رہے ہیں۔ مدراس میں اُن کے اعزاز میں جو تقاریب منعقد کی جا رہی ہیں۔ اُن میں سے ایک کلاسیکل رقص و سرود ہے۔ جو ۱۵ اپریل کی شام کو گورنر ہاؤس میں منعقد ہوگی۔ اور اس کلچرل پروگرام میں شرکت فرما کر صدر محترم اور اُن کے ساتھی محظوظ ہوں گے۔

(انبار ہندو مدراس ۶ اپریل ۱۹۶۰ء)

صدر ناصر کے اعزاز و اکرام کے بہانے حسبِ معمول شہر کے بعض مسلمان معززین بھی اس محفلِ رقص و سرود میں شریک ہوئے ہوں گے۔ کبھی کبھی ایک غیر مسلم بھی طنزاً سوال کرتا ہے کہ کیا یہی وہ اسلامی تعلیم ہے۔ جس کا اظہار عرب ممالک کے ذمہ دار لیڈر اور ارکان کے کردار سے ہو رہا ہے؟ ان کی حالت کو دیکھ کر بے اختیار کہنا؟ ...

زبان سے یہ صدا نکلتی ہے سے

مے سزد گر خون ببارد دیدۂ اہل دیں
بر پریشاں حالی اسلام و قحط المسلمین
مردم ذی مقدرت مشغول عشرت ہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتان نازنین

(۳)

اسلامی ممالک کے ان سربراہوں کے تفریحی پروگراموں میں شمولیت کے مناظر ملاحظہ کرنے کے بعد اب ایک ملک کی "شعائر اسلامی" کی پابندی و اہمیت کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔

ماہ رمضان کی آمد پر ٹیونس کے صدر بورقیبہ نے اعلان کیا کہ وہ لوگ جو ملک میں قومی تعمیر کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ روزہ نہ رکھیں اور اس اعلان کی تائید میں "سرکاری مفتی" نے بھی اپنے فتوے سے تائید کی۔ اس سلسلہ میں کراچی کے ایک دوست نے مدیر صدق جدید سے مندرجہ ذیل استفسار کیا۔

"اس صدی میں جب مسلم ممالک کو آزادی ملتی ہے تو وہاں کے لیڈر لوگ حکومت الٰہیہ اور خلافت راشدہ کے قیام کی طرف سے بے پرواہ کیوں ہو جاتے ہیں۔ رائٹر کی خبر پڑھ کر بہت رنج ہوا۔ کہ بورقیبہ والے تیونس کے سرکاری مفتی نے اعلان کر دیا کہ دینی کام کرنے والے اور طلباء اور نوجوان اور سرکاری دفتر والے اگر روزہ اُن کے لئے گراں ہو تو روزہ اُن پر فرض نہیں ہے"۔

اس استفسار کے جواب میں صدق جدید لکھنؤ رقمطراز ہیں:-

"لیکن اصل سوال یہ نہیں۔ کہ مسلم ملک آزادی پا جانے کے بعد مذہب کی طرف سے اتنے بے باک و بے پرواہ کیوں ہو جاتے ہیں؟ بلکہ اصل صورت مسئلہ یہ ہے کہ ان میں مذہب کی لگن سرے سے ہوتی ہی کب ہے؟ اور جس چیز کا مطالبہ وہ "آزادی" کے نام سے اپنے دور محکومی میں کرتے رہتے ہیں۔ اُس کی بنیاد دین پر ہوتی ہی کہاں ہے۔ مطالبہ ایک خالص دنیوی۔ ملکی۔ سیاسی آزادی کا ہوتا ہے۔ اور جب وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تو مشکر میں تمدّد انہیں دنیوی مطالبات کی تفصیل و تکمیل کی پیدا ہوتی ہے۔ دین و آخرت سے بے تعلق پہلے ہی کیا ہوتا ہے۔ جواب دینی تقاضوں کی طرف توجہ ہو۔ علاج صرف یہ ہے کہ ان قوموں میں سرے سے دینی تڑپ اور آخرت طلبی پیدا کی جائے۔ اور یہ ایک پیغمبرانہ عمل ہے"۔

(صدق جدید لکھنؤ ۴ر مارچ ۱۹۶۶ء ص ۷)

متذکرہ بالا چند واقعات اس امر کا روشن ثبوت ہیں۔ کہ اسلامی ممالک کے سربراہ کلچرل پروگراموں میں شرکت کو موجب عزّ و فخر سمجھتے ہیں حالانکہ اُن کو اس امر کا احساس تک نہیں۔ کہ اُن کا یہ کردار و عمل استخفاف امور شرعیہ کا باعث ہے۔ اور اس کا نتیجہ عوام میں اخلاقی اقدار کی گراوٹ میں ظاہر ہوگا اور بعض سربراہان حکومت نے تو عملی طور پر "ارکان اسلام" پر بھی تبر چلایا ہے۔ اور بڑی جرأت کے ساتھ شرعی امور میں ناجائز مداخلت کی ہے۔ اور اس طرح مذہبی امور میں بے راہ روی کا نام "ترقی پسندی" اور "روشن ضمیری" رکھا جا رہا ہے۔ اور اس ترقی پسندی اور روشن دماغی" کا انجام بھی ظاہر و باہر ہے؟ اغیار اسلام بھی خوش ہیں۔ کہ اُن کا مخفی ہتھیار کارگر نکلا۔ اور مسلمان آہستہ آہستہ خود اسلام سے برگشتہ ہو رہے ہیں۔

اب ان میں احساس دینی پیدا کرنے کے لئے بقول مدیر صدق "پیغمبرانہ عمل" کی ضرورت ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ دینی ادارے کافی تعداد میں موجود ہیں۔ علماء کرام کی مختلف جماعتیں موجود ہیں۔ اور مذہبی لیڈر اور رہنما موجود ہیں۔ مفتیان شرع متین کی بھی کمی نہیں ان سب کے باوجود مسلمان دینی پستی کی طرف کیوں جا رہے ہیں؟ اور اب کیوں "پیغمبرانہ عمل" کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے؟ قرآن و حدیث تو موجود ہے۔ اُن کی شرح تفسیر بھی دن رات بیان کرنے والے موجود ہیں۔ پھر "پیغمبرانہ عمل" کی کیا ضرورت ہے؟ کیا وہ کوئی علیحدہ چیز ہے۔ اُس تعلیم اسلام سے جو نام نہاد علماء اسلام کر رہے ہیں؟ حقیقت یہی ہے کہ ان مسلمانوں کی دینی حالت کی اصلاح کرنا اور اُن میں اقامت دین کا صحیح جذبہ پیدا کرنا یہ نام نہاد علماء اور خود ساختہ مذہبی جماعتوں کا کام نہیں؟ یہ انقلاب روحانی اور جذبہ و ولولہ ایمانی تو وہی شخص پیدا کر سکتا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اس "پیغمبرانہ عمل" کے لئے مبعوث فرمایا ہو۔ چنانچہ اسی ضرورت حقہ کا اقرار مولانا ابو الاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی نے یوں کیا ہے:-

"اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو اُن میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں۔ اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اس کی زبان گدّی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں۔ اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں"۔

(ترجمان القرآن بابت دسمبر جنوری ۴۳-۱۹۴۲ء صفحہ ۲۹۶)

(۴)

مسلمانوں کی دینی پستی اور اخلاقی گراوٹ نمایاں اور عیاں ہے۔ تبلیغ اسلام اور اشاعت دین سے لاپرواہی ظاہر و باہر ہے۔ اُس کے ساتھ ساتھ قلوب کے اندر کسی نبی کے ظہور کی طلب اور اصلاح کے لئے "پیغمبرانہ عمل" کے پیدا ہونے کی خواہش بھی شدید ہے۔ مگر علماء و فقہاء کا اس قدر استبداد و غلبہ ہے۔ کہ عوام قلوب کے جذبات کو الفاظ کا جامہ پہنانے یا اپنی دلی خواہشات کو زبان سے اظہار کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ لیکن وہ خدا جو اسلام کا محافظ اور دلوں کی گہرائیوں کو جاننے والا ہے۔ اُس نے عین ضرورت کے مطابق اور عین وقت پر اپنی سنت قدیمہ کے ماتحت ایک مامور و مصلح بھیج دیا۔ جس نے ایک طرف نفوس و قلوب کی اصلاح اور دوسری طرف خدمت دین اور اشاعت اسلام کا کام شروع کیا۔ اور آج وہ مقصد اعلیٰ دن دونی پروان چڑھ رہا ہے۔ لیجئے سنئے یہ اُسی مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا دلکش اور شیریں کلام ہے سے

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(المسیح الموعودؑ)

پس اے اسلام کے ہمدردو! اور بہی خواہو! آؤ آگے بڑھو۔ قدم بڑھاؤ۔ اس نور ربانی کی روحانی جماعت میں شمولیت کر کے رضاء الٰہی کو حاصل کرو۔

ولادت

مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی شاہجہانپور کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۲ر اپریل کو فرزند عطاء فرمایا ہے نومولود مکرم حاجی عبد القدوس صاحب شاہجہانپوری کا پوتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ اور سب خاندان کے لئے قرۃ العین کا موجب ہو۔

اس موقعہ پر مکرم قریشی محمد عقیل صاحب بن مکرم حاجی عبد القدوس صاحب نے بطور شکرانہ کسی مستحق کے نام اخبار بدر جاری کرنے کے لئے مبلغ دس روپیہ ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

"گڈہ" میں تین روز

(اول)

غیر احمدی علماء سے دلچسپ تبادلۂ خیالات

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم رانچی

گڈہ ڈمکا ضلع کا سب ڈویژن ہے۔ یہاں کے ایک احمدی دوست مکرم محمد تاج علی صاحب جو عموماً بسلسلہ ملازمت گڈہ سے باہر رہتے ہیں حال ہی میں انہیں گڈہ جانے کا اتفاق ہوا۔ واپسی پر انہوں نے بتایا کہ وہاں کے بعض علماء اور دوسرے سرکردہ احباب کی خواہش ہے کہ احمدی مبلغ کو بلا کر اظہار خیال کا موقعہ دیا جائے۔ اور اگر یہ واقعی صداقت و حقیقت ہے۔ تو اس کو قبول کر لیا جائے۔ رہائش وغیرہ کا انتظام اہالیان گڈہ کے ذمہ ہوگا۔

ہمارے پیارے ناظر اعلیٰ امیر مکرم سید محمد سلیمان صاحب اور خاکسار چار مارچ کو گڈہ پہنچ گئے۔ داعی حضرات کو پہلے سے بذریعہ مکتوب اطلاع کر دی گئی تھی۔ اور محمد تاج علی صاحب ایک روز قبل گڈہ پہنچ چکے تھے۔ لیکن وہ صداقت ہی کیا جس کی مخالفت نہ ہو۔ اور آزادانہ طور پر اسے اظہار خیال کا موقعہ دیا جائے۔ گڈہ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے رہائش وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں کیا اور احمدیت کی مخالفت میں کئی قسم کے پروگرام بنائے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ہمارے قیام و طعام کا انتظام ہمارے ایک احمدی دوست کے سسرالی بھائی مکرم عبد الرحیم صاحب ہیڈ ماسٹر کے ہاں رہا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

بعد نماز مغرب ہم لوگ بازار کی طرف نکلے مکرم حاجی حبیب اللہ صاحب سے ملاقات و تعارف ہوا جو گڈہ کے ایک بااثر تاجر ہیں۔ وہ جامع مسجد سے متصل ایک ہوٹل میں ہمیں لے گئے۔ اور گڈہ کے تقریباً تمام چیدہ افراد اور کچھ عوام وہاں جمع ہونے لگے۔ خاکسار سے حاضرین سے جماعت کا تعارف کرایا۔ اتفاقیہ طور پر سوالات ہونے شروع ہوئے جو مع جوابات اختصاراً درج ذیل ہیں:۔

غیر احمدی۔ اگر مرزا صاحب مسیح و مہدی ہیں تو دجال کون ہے؟

احمدی۔ قرآن کریم احادیث اور مشاہدہ کو تطبیق دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال درحقیقت فتنۂ عیسائیت ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر نبی اپنی قوم کو دجالی فتنہ سے ڈراتا چلا آیا ہے۔ ما من نبی الا وقد انذر قومہ الاعور الکذاب (الحدیث مشکوٰۃ مجتبائی ص۴۷۳)

قرآن کریم میں اگرچہ دجال کا ذکر نہیں ہے لیکن اس میں ایک ایسی قوم کو سب اقوام سے زیادہ توبیخ کی گئی ہے اور ایک عظیم فتنہ کا بانی قرار دیا گیا ہے جو خدا کا کوئی بیٹا قرار دیتی ہے۔ یعنی عیسائی قوم فرمایا۔ "تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًا ان دعوا للرحمٰن ولدًا" (مریم) قریب ہے کہ آسمان پھٹ کر گر جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر جا پڑیں۔ اسلئے کہ ان لوگوں نے (خدائے) رحمٰن کا بیٹا قرار دیا۔

حدیث شریف میں دجالی فتنہ سے بچنے کے لئے سورہ کہف کی دس ابتدائی و آخری آیات کی تلاوت کا بھی حکم دیا گیا ہے (مشکوٰۃ) اور ان آیات میں خالص عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے۔ نیز حدیث شریف میں جہاں مسیح موعودؑ کا کام قتل دجال قرار دیا گیا ہے وہاں "یکسر الصلیب" کے الفاظ میں صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کرنے کی تیغ صداقت بھی مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں دی گئی ہے اور مسلم شریف میں ایک رؤیا مندرج ہے۔ جس میں دجال کو ایک گرجا میں محبوس پایا گیا۔ اور دجال کے گدھا کی تعبیر ان تیز سواریوں سے کی گئی ہے۔ جو عیسائیت کے دور عروج کی پیداوار ہیں۔ احادیث کی بتائی ہوئی علامات ان سواریوں پر چسپاں ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں مشاہدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ اس آخری زمانہ میں جہاں عیسائیت نے مسلمانوں کی شان و شوکت اور اقتدار چھین کر دنیا کی نعمتوں پر قبضہ جما لیا وہاں عقائد کے میدان میں لاکھوں لاکھ مسلمان عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ دور حاضر میں مسلمان علماء نے کچھ اپنے رنگ میں مسیح کی شخصیت کو پیش کرنا شروع کر دیا جس کی وجہ سے تمام انبیاء پر ان کی امتیازی حیثیت ثابت ہونے لگی جسے دیکھ کر بعض بڑے بڑے علماء بھی مرتد ہو کر عیسائیت میں داخل ہو گئے۔ جیسے پادری عبد اللہ آتھم پادری عماد الدین، پادری عبد الحق وغیرہم پادری عبد اللہ آتھم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات میں ہی فوت ہو گیا تھا اس کے ساتھ بمقام امرتسر حضرت مسیح موعودؑ علیہ نے پندرہ روز تک مناظرہ کیا۔ جو جنگ مقدس کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اور عماد الدین جس کو اپنی عربی دانی پر بہت ناز تھا۔ اور وہ مسلمان علماء کو بس پر چیلنج بھی کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں مسلمانوں کے گھر کا بھیدی ہوں اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر اگلنا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ اسے مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کتاب بعنوان نور الحق حصہ اول تائید اسلام اور تردید عیسائیت کے لئے بزبان عربی تصنیف فرمائی جس کا جواب دینے کے لئے چھ ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج بھی پادری عماد الدین کو دیا گیا تھا اس کے بعد نور الحق حصہ دوم بھی بزبان عربی مزید چھ ہزار روپیہ انعامی چیلنج کے ساتھ حضور نے تصنیف فرمائی۔ اور آج تک ان کا جواب کسی سے بن نہ پڑا۔

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
(مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کسر صلیب کے وہ زبردست ہتھیار دیئے۔ کہ آج مخالفین احمدیت بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ افریقہ میں نو عیسائی یورپین مشنری احمدیت کی فتح اور عیسائیت کی شکست کو تسلیم کر لیا ہے۔ [illegible] عیسائیت۔ اور یورپین ممالک جو عیسائیت کا گڑھ کہلاتے ہیں وہاں کا سر صلیب کیے کامیاب مشن اور عالی شان مساجد تعمیر ہو رہی ہیں۔ پس قرآن کریم، احادیث اور حالات حاضرہ اور مشاہدہ کو تطبیق دینے سے دجالی فتنہ، فتنۂ عیسائیت قرار پاتا ہے۔ جس کا استیصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ ان فی ذالک لاٰیٰت لقوم یعقلون۔

غیر احمدی۔ قرآن کریم میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔

احمدی۔ خاتم تاء کی زبر سے قرآن کریم میں آیا ہے زیر سے نہیں۔

غیر احمدی۔ خاتم تاء کی زبر سے تسلیم کر لینے کے بعد بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بزرگان سلف اس کے یہی معنے کرتے چلے آئے ہیں کہ اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔

احمدی۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند فرماتے ہیں

"بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" (تحذیر الناس)

غیر احمدی یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ دوسرے الفاظ ہیں۔ آپ غلط پڑھ رہے ہیں میرے پاس تحذیر الناس رکھی ہے میں ابھی لاتا ہوں (اسی وقت مولوی شمس الدین کتاب اٹھا کر لائے دیکھنے پر یہ تسلیم کر لیا کہ خاکسار کے بیان کردہ الفاظ موجود ہیں بالکل)

اس تحریر کا کوئی دوسرا مطلب ہو سکتا ہے کیونکہ مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آئندہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

احمدی۔ آپ لوگ تو خود یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو قرآن کریم نبی اور رسول کا مقام دیتا ہے بعد زمانہ نبوی آئیں گے۔ لہٰذا آپ کے اپنے عقیدہ کے مطابق بعد زمانہ نبوی ایک نبی کی آمد ثابت ہے

غیر احمدی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی آمد ثانی میں نبی اور رسول نہیں ہوں گے وہ محض امتی اور مبلغ ہوں گے۔

احمدی۔ فریقین قرآن کریم کی تعلیم کو قیامت تک جاری مانتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ جب آپ کے مزعومہ مسیح آسمان سے آئیں گے تو قرآن کریم میں تو تب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور رسول کا مقام دیا جا رہا ہوگا۔ اور آپ لوگ انہیں محض امتی اور مبلغ غیر نبی تسلیم کریں گے۔ تب ایسی صورت میں آپ لوگوں کی بات قابل قبول ہوگی یا قرآن پاک کا ارشاد؟

غیر احمدی۔ خاتم النبیین کے ظہور کے بعد اب کسی کی نبوت باقی نہیں رہی کیا اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی نہیں ہیں؟

احمدی۔ بلاشبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے۔ لیکن وہ اب بھی نبی اللہ ہیں کیونکہ قرآن کریم انہیں

اب بھی نبی فیصلہ دیتا ہے اور قرآن کریم میں جن لوگوں کو نبی رسول قرار دیا گیا ہے ان کی نبوت و رسالت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

غیر احمدی۔ کیا آپ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو زندہ مانتے ہیں؟

احمدی۔ ہرگز نہیں وہ قرآن کریم کی رُو سے فوت ہو چکے ہیں۔ اور حدیث شریف کی رُو سے وہ صرف ایک سو بیس سال تک زندہ رہے۔ (مواہب لدنیہ جلد اول ص۴۲)

غیر احمدی۔ ابھی تو آپ کہہ رہے تھے کہ وہ دوبارہ آسمان سے آئیں گے۔

احمدی۔ وہ آپ لوگوں کے مسلمات کی رو سے مسئلہ نبوت کا حل پیش کیا گیا تھا۔ جس کی وضاحت ساتھ ساتھ کر دی گئی تھی۔

غیر احمدی۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام علیہ السلام زندہ ہیں۔ قرآن شریف میں رفعہ اللہ الی السماء آیا ہے۔ خدا نے آسمان پر انہیں اُٹھا لیا۔

احمدی۔ الی السماء کے الفاظ قرآن کریم میں نہیں ہیں۔

غیر احمدی۔ رفعہ اللہ الیہ ہے لہذا وہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔

احمدی۔ قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً۔ چنانچہ دوسرے مقام پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے رفع کا لفظ جو استعمال ہوا ہے۔ اس میں وضاحت موجود ہے۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الخ اس آیت کریمہ میں متوفیک پہلے ہے اور رافعک بعد میں لہذا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طبعی وفات پہلے ہوئی ہے اور رفع بعد میں ہوا ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا رفع ہونے سے پہلے وفات پانا ضروری ثابت ہوتا ہے اور رفع کے معنے بجسد عنصری آسمان پر اُٹھانے کے ہوتے بھی نہیں ہیں بلکہ درجہ کی بلندی کے ہوتے ہیں۔ جو اس جگہ مراد ہیں۔ کیونکہ اس پورے رکوع میں یہود کے ان الزامات کی تردید کی گئی ہے جو وہ حضرت مریم اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام پر لگاتے تھے۔ اسی ضمن میں ان کا یہ بھی ایک الزام تھا کہ مسیح کو صلیب پر مار دیا گیا۔ لہذا بائبل کی تعلیم کی روشنی میں کہ جھوٹا نبی صلیب پر مارا جاتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ جھوٹے ثابت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے وما قتلوہ وما صلبوہ سے اس الزام کی تردید فرما کر بل رفعہ اللہ الیہ کے ذریعہ سے حضرت مسیح کی پاکبازی اور صداقت اور یہود نا مسعود کی غلطی بیان فرمائی ہے۔

یہ سوالات بالخصوص مولوی شمس الدین مولوی محی الدین صاحبان نے اور بعض دوسرے ہم جلیس افراد نے کئے۔ آخر میں مختصر سنسلہ شوربہ وغیرہ ہوا اور مجلس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(۲)

دوسرے دن مکرم قاری محمد مصطفےٰ صاحب بعض احباب کو لے کر ہم لوگوں کی قیام گاہ پر پہنچے اور سلسلہ کلام جاری ہوا۔

غیر احمدی۔ آیت خاتم النبیین کی تشریح کی جائے

احمدی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم الآیہ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔

درحقیقت اس آیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کئے جانے والے اس اعتراض کا جواب ہے جس میں کفار نے آپ کو نعوذ باللہ ابتر قرار دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ آپ کی نرینہ اولاد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ہونے کے اعتبار سے آپ مومنوں کے روحانی باپ ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر خاتم النبیین ہونے کے اعتبار سے آپ انبیاء کے بھی روحانی باپ ہیں۔ چنانچہ بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم فرماتے ہیں۔

"البتہ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے۔" (تحذیر الناس ص۱۰)

پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مومنوں ہی کے روحانی باپ نہیں بلکہ انبیاء کے بھی روحانی باپ ہیں اس کی تفسیر سورہ نساء کی ایک آیت بھی کرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت میں نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح چاروں منعم علیہ گروہوں کو امت محمدیہ میں جاری رہنا بتایا گیا ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الآیۃ۔

غیر احمدی۔ یہ چاروں درجات جنت میں ملیں گے اس دنیا میں نہیں ملیں گے۔

احمدی۔ کیا آپ حضرت ابوبکرؓ صدیق۔ حضرت امام حسینؓ کو شہید اور صلحاء امت کو صالحین اسی دنیا میں تسلیم نہیں کرتے؟

غیر احمدی تسلیم کرتے ہیں۔

احمدی۔ پس نبی کا درجہ ملنا بھی اسی دنیا میں تسلیم کرنا ہوگا۔ کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت میں چاروں درجے ایک ہی جگہ مرقوم ہیں۔

غیر احمدی۔ خاتم النبیین کے معنے تو نبیوں کے ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں پھر نبی کیسے آسکتا ہے؟

احمدی۔ خاتم تاء کی زبر سے استعمال ہوا ہے۔ لہذا اس کے معنے ختم کرنے والے کے تو کسی صورت میں نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اسم فاعل کا صیغہ نہیں ہے۔ کیا یہ بات درست ہے

غیر احمدی۔ درست ہے لیکن خاتم کے معنے مہر کے ہیں اور مہر بند کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

احمدی۔ مہر ہمیشہ تصدیق کے لئے آتی ہے۔ لہذا انبیاء کی صداقت بھی آپ کی مہر تصدیق کے سوا ثابت نہیں ہوتی اور آئندہ آنے والے نبی کی صداقت آپ کی مہر اطاعت کے سوا ثابت نہیں ہو سکتی۔ لہذا آئندہ صرف اُمتی نبی آسکتا ہے جیسا کہ سورہ نساء کی زیر بحث آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوےٰ بھی اُمتی نبی ہو۔ نے کا ہے۔ نیز جب خاتم جمع کے صیغہ کی طرف مضاف ہو جیسا کہ زیر بحث آیت میں ہے تو اس کے معنے بدرجہا آنے والوں سے افضل کے ہوتے ہیں نہ کہ ختم کرنے والے کے۔ جیسے خاتم الشعراء خاتم الاولیاء خاتم المحدثین وغیرہ۔

یہ مجلس بھی بحسن و خوبی برخواست ہوئی۔ اختلاف اپنی جگہ پر ہے۔ لیکن مولانا محمد مصطفےٰ صاحب نے جس اخلاق و تہذیب کے دائرہ کے اندر رہ کر مکالمہ کیا ہم ان سے اختلاف رکھتے ہوئے بھی ان کی تعریف کرتے ہیں۔

بعد نماز مغرب محمد تاج علی صاحب نے ملاک ر کی ایک تقریر کروانے کا انتظام کیا تھا۔ مخالفین نے تقریر سننے سے لوگوں کو منع کر دیا اور اس موقعہ پر ہماری قیامگاہ پر پہنچ کر بازار میں ایک سٹیج بنا دیا گیا اور بستی کے لوگوں کو جمع کر کے ہم لوگوں کو تبادلہ خیالات کے لئے مدعو کیا جسب ذیل مکالمہ روانی ہوئی۔

غیر احمدی۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "مجھے ایک نشان دیا گیا ہے۔ جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا"

اس دعوے میں مرزا صاحب نے تمام انبیاء پر اپنی فضیلت بیان کی ہے۔

احمدی۔ اگر اس سے دعوےٰ فضیلت ثابت ہوتا ہے تو یہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے اپنی طرف سے پیش نہیں کیا۔ بلکہ آج سے چودہ سو سال قبل محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نشان کی تخصیص حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ کر دی ہے۔

فرمایا۔ ان لمہدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ الخ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہمارے مہدی کے دو ایسے نشان ہیں۔ کہ جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں۔ یہ نشان کسی اور مامور کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے یعنی تیرھویں چاند اور اٹھائیسویں سورج کو رمضان المبارک میں گرہن ہوگا اور یہ نشان حدیث کے مطابق سنہ ۱۸۹۴ء میں ظاہر ہو کر امام مہدی علیہ السلام کی صداقت ثابت کر چکا ہے پس اس آسمانی نشان کو خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ اس میں تمام انبیاء پر فضیلت کا سوال نہیں ہوتا اور آپکا یہ اعتراض محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر پڑتا ہے۔ نہ کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے کلام پر۔

غیر احمدی۔ یہ حدیث کس کتاب میں ہے

احمدی۔ دارقطنی میں ہے۔

غیر احمدی۔ ایسی کوئی حدیث نہیں ہے آپ کتاب سے دکھا دیں۔

احمدی۔ میرے پاس فی الوقت کتاب نہیں ہے آپ کتاب لے آئیں ابھی دکھا دیا جائے گا۔ یا ہمیں کچھ دن مہلت دی جائے تاکہ کتاب منگوا کر دکھا دیا جائے اور فی الحال فریقین کی طرف سے ایک تحریر لکھی جائے جس میں آپ لکھ دیں کہ دارقطنی میں یہ حدیث نہیں ہے اور خاکسار لکھ دے گا کہ یہ حدیث اس میں موجود ہے فیصلہ بعد میں ہو جائے گا۔

غیر احمدی۔ ہم لکھ کر دینے کو تیار نہیں ہیں آپ یہ بتائیں کہ نبی کا امتیاز کیا ہوتا ہے۔

احمدی۔ قرآن مجید میں یہ امتیاز بتایا گیا ہے کہ لا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (باقی صفحہ ۱۰ پر)

پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق مصلح موعودؓ کے زمانہ کی چالیس تجلیات

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل۔ قادیانی۔)

(۵)

(۳۵)

اہل پیغام میں سے خاص طور پر مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے ۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسے پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا

" الہامات میں سے ایک الہام
یہ بھی تھا انا نبشرک بغلام
مظہر الحق والعلا جو اس
حدیث کی پیشگوئی کے مطابق ہے
جو مسیح موعود کے بارہ میں ہے کہ
یتزوج و یولد لہ یعنی آپ
کے ہاں ولد صالح عظیم الشان
پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا
بشیر الدین محمود احمد صاحب
موجود ہیں منجملہ ذریت طیبہ کے"
(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

اسی طرح مرزا خدا بخش صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام کے نشانات کا تذکرہ کرتے ہوئے ۱۹۱۴ء میں لکھا تھا

"۱۸۸۸ء میں شائع کیا کہ اللہ
تعالےٰ نے خبر دی ہے کہ ایک
لڑکا عنقریب پیدا ہوگا چنانچہ
صاحبزادہ محمود احمد ۱۲ جنوری
۱۸۸۹ء مطابق ۹ جمادی الاول
۱۳۰۶ھ بروز شنبہ پیدا ہوئے
جو اب خدا کے فضل سے ۲۴ (کہ
۲۵) برس کے ہیں۔ اس کی پیدائش
کی نسبت یہ الہام ہوا تھا
اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ"
(عسل مصفیٰ جلد ۲ ص ۵۸۳)

پس اہل پیغام کے مسلمہ بزرگوں کی آراء سے یہ ثابت ہے کہ خلافت اولیٰ میں بھی ان حضرات کا میلان اسی طرف تھا کہ مصلح موعود والی پیشگوئی کے مصداق حضرت محمود ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں ان کے بزرگوں نے اپنی سنہری و روپہلی مصلحتوں کے ماتحت یا دوسری مخفی وجوہات کی بنا پر دوسری باتوں کی طرح اس سے بھی منہ موڑ لیا اور کہہ دیا کہ وہ چوتھی صدی میں یا اس کے بعد آئے گا اور اس کی حقیقت سے لاعلمی کا اظہار کر دیا۔

(۳۶)

رؤیا و کشوف و الہامات کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام اور جماعت کے پاک نفس لوگوں پر یہ بات منکشف ہو گئی تھی کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ ہی مصلح موعود ہیں۔ اگر یہ بات درست نہ تھی تو متفرق احباب کو یہ روحانی خواب و کشوف کیا ہوئے؟ یہ رؤیا و کشوف و الہامات ایسے ہی ہیں جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسیح موعود ہونے کے متعلق لوگوں کو ہوئے تھے اور اب تک ہو رہے ہیں

ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ اگر یہ واقعی مصلح موعود ہیں تو ان کے خلاف کیوں دوسرے لوگوں کو خوابیں آتی ہیں۔ اس کے جواب میں کہوں گا کہ مخالفوں کو شیطانی خوابیں و الہام ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بھی مخالفوں کا دعوےٰ ہے کہ انہیں الہامات ہوئے خوابیں آئیں۔ چونکہ ان کے اندر شیطانی مادہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ فتنوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے وہ شیطان کا اثر قبول کر بیٹھتے ہیں۔ اور اس طرح حق و صداقت کے خلاف انہیں شیطانی الہامات ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں جیسی مٹی ہوتی ہے ویسا ہی خمیر اٹھتا ہے۔

فسبحان الذی اخزی الاعادی

(۳۷)

یہ امر بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ باوجود جماعت کے آپ کو مصلح موعود سمجھنے کے ایک عرصہ تک مصلح موعود ہونے کے دعوےٰ سے مجتنب رہے۔ اور جب تک خدا تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے آپ پر اصل حقیقت نہیں کھول دی اس وقت تک آپ نے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا اور جب خدا تعالےٰ نے آپ پر یہ امر کھول دیا تو آپ نے بے جھجک اپنے آپ کو مصلح موعود قرار دیتے ہوئے اس کے متعلق اعلان فرمایا۔

پس اللہ تعالےٰ نے خود مصلح موعود کو اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دے دی جس نے مزید یقینی طور پر اس کے متعلق تعیین کر دی اور تمام وساوس اور شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیا اور معترضین کا مطالبہ پورا کر دیا کہ اس کے متعلق دعوےٰ ہونا چاہیئے۔ معترض لکھتا تھا کہ اگر یہ مصلح موعود ہوتے تو الہام انکی تائید کرتا۔ چونکہ انہیں اس بارہ میں کوئی الہام نہیں ہوا۔ اور نہ خدا نے انہیں اطلاع دی ہے کہ یہ مصلح موعود ہیں۔ لہٰذا وہ انہیں مصلح موعود ماننے کے لئے تیار نہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے دعویٰ بھی کرا دیا۔ اور اس خرخشہ کو بھی درمیان سے اٹھا دیا۔ آپ کا دعویٰ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ سونے پر سہاگہ اس کے بعد اہل پیغام کے لئے گریز کی کوئی صورت باقی نہیں رہی اور اس جہت سے بھی کامل انکشاف نے ان کے تمام عذرات کو ھباءً منثوراً کر دیا۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام معترضین کی مخالفت کے باوجود اپنے خدائی الہامات کو ترک نہیں کر سکتے۔ اور وہ آپ کو گوشہ گمنامی سے کھینچ کر باہر لے آئے اور آپ ان کی وجہ سے دعویٰ کرنے پر مجبور ہو گئے تو مصلح موعود کا الہام بھی و ...... کی تعیین کرتا ہے کس طرح ترک کیا جا سکتا ہے۔ بالخصوص جبکہ ساری جماعت کے علاوہ معترضین بھی بالاتفاق اس کے جلد ظہور کے منتظر تھے۔ اور اس کے متعلق الہامی دعوے کا مطالبہ کر رہے تھے اگر اس کے جلد ظہور کا انہیں یقین نہ تھا تو ان کا مطالبہ بالکل بے معنی تھا۔

(۳۸)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے بعض ان لوگوں کے متعلق جو احمدی کہلا کر اور آپ کی بیعت میں داخل ہو کر آپ کے خلاف بدظنی و بدگمانی کرتے تھے تحریر فرمایا تھا۔

" بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر
لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر
ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف
ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار
کی طرف .... مجھے دقتاً
فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی
دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا
جاتا۔ کہ ان کو مطلع کروں کئی
چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں
گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے
کئے جائیں گے۔ پس مقام
خوف ہے"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸ تذکرہ ص ۵۲۳)

اس کے مقابل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کے متعلق یہ بتاتے ہوئے کہ اسے چھوٹا سمجھا جائے گا۔ تحریر فرمایا۔

" خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ
میں تیری جماعت کے لئے تیری
ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم
کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور
وحی سے مخصوص کرونگا اور اس
کے ذریعہ سے حق ترقی کرے
گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول
کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر
رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر
ایک کی شناخت اس کے وقت
میں ہوتی ہے اور قبل از وقت
ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان
دکھائی دے یا بعض دھوکہ
دینے والے خیالات کی وجہ
سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ
قبل از وقت ایک کامل انسان
بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک
نطفہ یا علقہ ہوتا ہے"۔
(رسالہ الوصیت ص ۱۹۰۵ء)

باوجود حضرت اقدس علیہ السلام کی اس تحریر کے پیغامیوں کو ٹھوکر لگی۔ چونکہ مصلح موعود کو مسیح بھی قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے انہوں نے آپ کو اسی طرح بچہ کہکر رد کر دیا جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے دشمنوں نے انہیں کیف نکلم من کان فی المھد صبیا کہہ کر رد کر دیا تھا۔ اسلئے انہوں نے حضور کو بچہ مان کر نامی پسند نہ کیا تھا ... حالانکہ ۱۹۱۱ء کے جلسہ سالانہ میں تقریر کرتے ہوئے مولوی محمد احسن صاحب امروہی مصلح موعود کی موجودگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں اس قسم کے فرعونی خیالات سے باز رہنے کی تلقین کر چکے تھے۔ سو انہوں نے فرمایا تھا:۔

" الہامات میں سے ایک الہام یہ
بھی تھا انا نبشرک بغلام
مظہر الحق والعلا جو اس حدیث
کی پیشگوئی کے مطابق ہے جو مسیح
موعود کے بارہ میں ہے کہ
یتزوج و یولد لہ یعنی آپ
کے ہاں ولد صالح عظیم الشان
پیدا ہوگا۔ اس کمزوری سی عمر میں
جو خطبہ انہوں نے چند آیات
قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور
سنایا ہے۔ اور جس قدر معارف
و حقائق بیان کئے ہیں وہ بے
نظیر ہیں اب کوئی شخص انہیں
معمولی سمجھے اور کہے کہ یہ تو کل کے
بچے ہیں۔ ابھی ماں باپ کے ہاتھوں میں
پلے ہیں .... ایسا خیال کسی
کے دل میں آئے تو استغفار
پڑھے کیونکہ فرعون کا انجام برا
ہوا"
(ضمیمہ اخبار بدر ۲۶ جنوری ۱۹۱۱ء)

(۳۹)

تذکرۃ المہدی حصہ دوم میں حضرت پیر سراج الحق

صاحب نعمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نہایت ہی معتبر روایت درج ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے زبانی بھی مصلح موعود کے متعلق انکشاف فرما دیا تھا وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"جتنا جتنا آپ پر انکشاف ہوتا تھا وہ فرما دیتے تھے ایک دن صبح کی نماز کے لئے حضرت اقدس تشریف لاتے اور کھڑے کھڑے فرمایا ایک گھنٹہ ہوا ہوگا کہ ہم نے دیکھا کہ والدہ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہوئے پڑھتی ہیں جب یہ آیت پڑھی ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا جب اولٰئک پڑھا تو محمود سامنے آکھڑا ہوا پھر دوبارہ اولٰئک پڑھا تو بشیر آکھڑا ہوا۔ پھر شریف آگیا۔ کچھ فرمایا جو پہلے ہے وہ پیچھے ہے پھر کچھ دنوں کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سے بہت تفصیل سے باتیں کیں اور بہت سے واقعات جو آپ کے بعد ہونے والے تھے وہ بیان کر رہے تھے کہ میں بھی پہنچ گیا اور سلسلہ کلام جاری رہا۔ فرمایا خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ ہمارے سلسلہ میں سخت تفرقہ پڑے گا۔ اور فتنہ انداز اور ہوا و ہوس کے بندے جدا ہو جائیں گے پھر خدا تعالیٰ اس تفرقہ کو مٹا دے گا۔ باقی جو کٹنے کے لائق اور راستی سے تعلق نہیں رکھتے اور فتنہ پرداز ہیں وہ کٹ جائیں گے اور دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا وہ اول الحشر برپا ہوگا وہ اول الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی ایک عالمگیر تباہی آوے گی۔ اور ان تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا۔ صاحبزادہ صاحب! (خاکسار راقم کو فرمایا) اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا خدا نے اس کے ساتھ ان حالات کو مقدر کر رکھا ہے۔ ان واقعات کے بعد ہمارے سلسلہ کو ترقی ہوگی اور سلاطین ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں گے تم اس

موعود کو پہچان لینا یہ ایک بہت بڑا نشان پسر موعود کی شناخت کا ہے مولوی صاحب موصوف نے باہر نکل کر حضرت اقدس کی اس بات کو دہرایا اور مجھے فرمایا۔ پیر صاحب تم کو مبارک ہو میں نے کہا کیسی مبارکباد۔ فرمایا تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان نہیں سنا کہ خاص تم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم اس ولد موعود کو پہچان لینا مجھے نہیں فرمایا۔ وہ ہنگامہ محشر تم دیکھو گے اور موعود کو بھی بحمد للہ وہ ہنگامہ محشر اور پسر موعود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور مولود مسعود کو پہچانا"۔

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم ۲۵ / دسمبر ۱۹۲۱ء)

پس اس روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ مصلح موعود پیدا ہو چکا تھا اور اس کا پیر صاحب موصوف کی زندگی میں ہونا ضروری تھا نہ کہ ابتدہ میں کسی دور دراز زمانہ میں۔

(۵)

ایک اور امر خاص طور پر قابل ذکر ہے جو مصلح موعود کی تعیین کرنے کے لئے بہت ہی کارآمد ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں جماعت کے ایک مخیر نے بیٹے محمود کے لئے ایک ٹوپی بنا کر لائے جس پر ان کی طرف سے مصلح موعود کے الفاظ کاڑھے ہوئے تھے وہ ٹوپی انہوں نے محمود کے پہننے کے لئے پیش کی۔ اسے محمود کو پہنانا ایک ثابت شدہ تاریخی حقیقت ہے جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ اگر محمود مصلح موعود نہ ہوتا۔ تو آپ کبھی بھی ایسی ٹوپی اسے پہننے نہ دیتے کیونکہ یہ بات آپ سے پوشیدہ نہ تھی۔ کہ اس سے لوگوں کو مغالطہ ہو سکتا تھا۔ اور اگر اس نے پہن لی تھی تو آپ اسے ضرور اتروا دیتے اور سر پر نہ رہنے دیتے یا اپنی زبان مبارک سے فرما دیتے کہ کوئی اس ٹوپی سے اس کے متعلق دھوکہ نہ کھا دے۔ یہ مصلح موعود نہیں ہے۔

پس حضرت اقدس کا محمود کو ٹوپی پہنانا اور اسے دور نہ کرنا اور اس کے خلاف کچھ نہ فرمانا اس بات کی قطعی شہادت ہے کہ آپ محمود کو مصلح موعود سمجھتے تھے۔ اس نتیجہ کو دنیا کا کوئی شخص رد نہیں کر سکتا۔ سوائے اس کے کہ جو دین اور انبیاء کی سنت سے بے بہرہ یا عمداً اس سے منہ موڑنے والا ہو۔

وما علینا الا البلاغ۔

گڑھ میں تین روز

بقیہ صفحہ ۸

رسول۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب پر اپنے رسول کے سوا کسی کو غلبہ نہیں دیا۔

غیر احمدی۔ کیا یہ امتیاز مرزا صاحب میں پایا جاتا تھا؟

احمدی۔ بلاشبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں یہ امتیاز موجود تھا۔ جبکہ آپ قادیان جیسی چھوٹی سی بستی میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ آج کون ہے جو اس حقیقت کا انکار کر سکے؟

غیر احمدی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام عرب کے اکناف و اطراف میں پھیل چکا تھا لیکن مرزا صاحب کے ماننے والے ابھی چند لاکھ ہیں۔ اور کسی جگہ ان کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی۔

احمدی۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس سرعت سے کامیابیاں عطا فرمائیں اس کی نظیر تو کسی بھی نبی کی زندگی میں تلاش کرنا ناممکن ہے۔ البتہ قرآن کریم میں حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ تبلیغ ساڑھے نو سو سال بتایا گیا ہے۔ لیکن آپ پر ایمان لانے والے صرف اس قدر تھے جو ایک کشتی میں سوار ہو سکے۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنی جماعتوں کو تدریجاً ترقی دیتا چلا جاتا ہے۔ اور وہ جلد یا بدیر آخر غالب آکر رہتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی تائید و نصرت شدید مخالفتوں میں فرماتا ہے۔ جماعت احمدیہ بھی شدید ترین مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ اور جو احمدیت کو کچلنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے وہ خود کچلا جاتا ہے۔ سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔

بعدہٗ مولوی شمس الدین، مولوی محی الدین، مولوی رحمت اللہ صاحبان جو صدر مجلس تھے نے استہزاء اور تمسخر کرنا شروع کیا اور ان کے ساتھ مل کر بعض حاضرین نے بھی۔ مولوی محمد حسن صاحب مونگھیری کی ایک تصنیف سے کچھ عبارتیں

پڑھ پڑھ کر سناتے رہے۔ خاکسار انہیں ساتھ ہی ساتھ ادب سے متنبہ کرتا چلا گیا کہ استہزاء کی شرط ہی پوری کر کے آپ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کر رہے ہیں۔ یا حسرۃً علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون۔

سب و شتم اور استہزاء تو وہ کر ہی رہے تھے اس کے ساتھ ساتھ عجیب و غریب حرکات سے وہ حاضرین کو خاطب بھی کر رہے تھے۔ خاکسار نے بار بار ان لوگوں سے اعتراضات کے جوابات دینے کے لئے وقت مانگا۔ لیکن آخر تک انہوں نے وقت نہ دیا کیونکہ وہ لوگ اپنی حقیقت معلوم کر چکے تھے۔ اس لئے اس آخری حصہ کے جوابات مجلس میں نہ دیئے جا سکے۔ آئندہ اشاعت میں انشاء اللہ اس کمی کو بھی پورا کر دیا جائے گا۔

تیسرے روز گڑھ کے سرکردہ افراد سے مل کر ہم لوگوں نے کہا کہ فریقین کے لئے دس دس منٹ مقرر کر کے تبادلہ خیال کا موقعہ دیا جائے تاکہ حاضرین کو اچھی فضا میں فریقین کے دلائل سننے کا موقعہ مل سکے۔ لیکن اس کا انتظام نہ ہو سکا۔ البتہ بستی کے بعض سنجیدہ اور تعلیم یافتہ اعتدال پسند افراد اور بعض نوجوانوں نے مخالفین کے رویہ کی مذمت کی۔

شکریۂ احباب

بالآخر مکرم سلطان محمد صاحب ہیڈ ماسٹر اور بالخصوص مکرم عبدالرحیم صاحب ہیڈ ماسٹر اور ان کی اہلیہ محترمہ جو کہ ہمارے احمدی دوست کی ہمشیرہ ہیں اور ان کے لڑکوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام کرنے کے علاوہ نہایت جرأت مندانہ تعاون بھی کیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بے شمار دینی اور دنیوی نعماء سے نوازے۔ اور ان کی مشکلات دور فرما دے۔ اور اہلیان گڑھ کو اپنے فضل سے حقیقی اسلام کا سچا خادم بنا دے۔ آمین۔

(باقی)

درخواست دعا۔۔ میری طبیعت قریب ایک ماہ سے بہت کافی خراب ہے معدہ کی شکایت کے سبب دن کی دھڑکن بہت زور سے محسوس ہوتی ہے۔ کمزوری بہت زیادہ ہے بیٹھنے کی طاقت نہیں احباب جماعت و بزرگان کرام اور درویشان قادیان کی خدمت میں درد دل کے ساتھ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد شفا بخشے۔ خاکسار محمد لطیف الرحمن احمدی جمشید پور کلاسٹ ٹیک

خبریں

جوہانسبرگ ۱۰ اپریل ۔ جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم ڈاکٹر ویروڈ پر کل گولی چلائی گئی اور وہ سخت زخمی ہو گئے ہیں۔ پولیس نے اعلان کیا ہے کہ گولی چلانے والا ایک گورا باشندہ ہے۔ جس کا نام ڈیوڈ برٹ بیان کیا جاتا ہے۔ اور وہ ایک مالدار کسان ہے۔ یہ گولی اس وقت چلی جبکہ ڈاکٹر ویروڈ ۳۰ ہزار کی حاضری میں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرنے کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے ہی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گولی اُن کے کان کو چیر کر اُن کے منہ کے اندر اوپر کے حصہ میں پھنس گئی ہے۔ ہسپتال میں اُن کی بیوی اور رشتہ دار اُن کے بستر کے پاس موجود تھے۔ جبکہ ڈاکٹر یہ گولی نکالنے کے سلسلہ میں باہم مشورہ کر رہے تھے۔ ڈاکٹر ویروڈ بے ہوش پڑے تھے۔ لیکن بعد کی اطلاع ہے کہ انہیں ہوش آگیا ہے۔ اور اُن کی حالت خطرہ سے باہر ہے۔ اور اُن کے دماغ پر کوئی چوٹ نہیں پہنچی۔ حملہ آور کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اُسے بھی مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ اس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ڈاکٹر ویروڈ کے بہت نزدیک پہنچ کر دو گولیاں چلائیں۔

نئی دہلی ۱۰ اپریل ۔ سوتنتر پارٹی کے جنرل سیکرٹری شری راجگوپال آچاریہ نے کل شام دہلی میں غیر ملکی نامہ نگاروں کو بتایا کہ کشمیر کے جھگڑا کے باوجود ہندوستان اور پاکستان کے درمیان مشترکہ ڈیفنس کے بارے میں سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ اور شاید اس سمجھوتہ سے کشمیر کا مسئلہ حل کرنے میں بھی مدد ملے۔

بمبئی ۱۰ اپریل ۔ متحدہ عرب ری پبلک کے صدر کرنل ناصر نے کل شام تقریباً ایک درجن تمدنی اور مجلسی آرگنائزیشنز کی طرف سے منعقدہ ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ایشیا اور افریقہ کے

جو ممالک آگے بڑھ رہے ہیں وہ مدد کے لئے ہندوستان پر نگاہ رکھے ہوئے ہیں۔ وہ پنڈت نہرو کو انتہائی احترام کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ اور انہیں ان کے آدرشوں کا مجسمہ سمجھتے ہیں جن پر عمل کرنے کی وہ کوشش کر رہے ہیں۔ ہندوستان تمدن کا گہوارہ نیز فلسفہ اور اعلےٰ آدرشوں کا مرکز ہے۔ آج دنیا دوستی اور امن کے اُنہی آدرشوں کو نصب العین قرار دے رہی ہے جو کہ ہندوستان نے اپنا رکھے ہیں۔ صدر ناصر نے کہا کہ میرے دورۂ ہندوستان کے وقت ہندوستان کے لوگوں نے میرے تئیں مہمان نوازی اور دوستی کے جن جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اُن کے لئے میں اُن کا شکر گذار ہوں میں اپنے دورہ کی انتہائی خوشگوار یادیں لے کر واپس جا رہا ہوں۔ میں آپ کا خیرسگالی کا پیغام متحدہ عرب ری پبلک کے باشندوں تک پہنچا دوں گا۔ صدر ناصر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہندوستان اور متحدہ عرب ری پبلک کے درمیان دوستی عظیم ہے اور اس کی ایک خاص اہمیت ہے ہندوستان نے آزادی حاصل کرنے کے بعد جو ترقی کی ہے وہ نہایت اہم ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہندوستان کے باشندے ترقی اور خوشحالی کی طرف بڑھتے رہیں۔ صدر ناصر نے کشمیر کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اپنی اس پیشکش کا اعادہ کیا کہ وہ اس جھگڑا کے حل کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کو تیار ہیں۔ بشرطیکہ ہندوستان اور پاکستان دونوں ان کی مدد طلب کریں۔ صدر ناصر نے مزید کہا۔ ہم اس مسئلہ کو ختم ہوتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کی وجہ سے دونوں ملکوں کے لئے مشکلات اور جھگڑے پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر اس مسئلہ کو حل کر دیا جائے تو اس سے دونوں ملکوں کو فائدہ پہنچے گا۔

فیروز پور ۱۰ اپریل ۔ پاکستان سے آمدہ اطلاع کے مطابق حکومت پاکستان نے اسکیم کے سلسلہ میں پاکستانیوں کو بھارت

آنے کی سہولیات دینے کے سلسلہ میں ویزا کی پابندیاں کچھ ڈھیلی کر دی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کچھ پاکستانی جو سکھ ۱۳ اپریل کو بیساکھی کے روز ایک خیرسگالی مشن پر امرتسر آ رہے ہیں۔

امرتسر ۱۰ اپریل ۔ آج ۱۲۰۰ سکھوں کے مختلف جتھے پنجہ صاحب کی یاترا کے لئے ٹرین سے صبح دس بجے پاکستان روانہ ہوئے۔ اکالی لیڈر ماسٹر تارا سنگھ بذریعہ جیپ گئے۔ جتھہ میں گیانی گورمکھ سنگھ مسافر بھی شامل تھے جتھوں میں عورتیں اور بچے بھی کافی تعداد میں شامل تھے۔

نئی دہلی ۱۰ اپریل ۔ متحدہ عرب ری پبلک کے صدر ناصر اور وزیر اعظم شری نہرو نے صدر ناصر کے ۱۲ روزہ دورہ بھارت کے خاتمہ پر مشترکہ اعلان جاری کیا ہے جس میں غیر جانبداری اور تمام ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات برقرار رکھنے کی پالیسی کا اعادہ کیا ہے۔ جنوبی افریقہ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے دونوں رہنماؤں نے نسلی امتیازی بازی پر افسوس ظاہر کیا۔ اور جنوبی افریقہ میں وسیع پیمانہ پر لوگوں کی ہلاکت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے اور امید ظاہر کی کہ ایسی پالیسیاں بنانے کے ذمہ دار حکام پر عالمی رائے عامہ کا اثر ہوگا۔

لدھیانہ ۱۰ اپریل ۔ سرکاری ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ صوبہ میں کھانڈ کا راشن ختم کر دینے پر غور کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں چند روز میں قطعی فیصلہ متوقع ہے۔

کراچی ۱۱ اپریل ۔ عرب جمہوریت کے صدر کرنل ناصر بھارت کا دورہ ختم کر کے آج شام بذریعہ ہوائی جہاز یہاں پہنچ گئے۔ ہوائی اڈہ پر ان کا استقبال کرنے کے لئے صدر ایوب مرکزی وزراء اور بہت سے اعلیٰ افسر موجود تھے۔ صدر ناصر نے پاکستان کے دونوں حصوں کا دورہ کرنے کے لئے چھ دن وقف کر رکھے ہیں۔ وہ پہلے مشرقی پاکستان کا دورہ کریں گے۔ اور بعد میں ہوا سے لاہور اور جیکب آباد جائیں گے۔ وہ پاکستان کی نئی راجدھانی کا جائزہ ہوائی جہاز سے لیں گے

بھوپال ۱۰ اپریل ۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج بھوپال میں ایک بھاری پبلک جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تنگ بھدرا پراجیکٹ نئے بھارت کی اُس مضبوط بنیاد کا نشان ہے۔ جو کہ ملک میں رکھی جا رہی ہے۔ اور یہ نیا بھارت سائنس اور ٹیکنالوجی میں کسی بھی دوسرے ملک سے پیچھے نہ رہے گا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں بجلی کے جنریٹنگ سیٹ نصب

سردار آتما سنگھ صاحب ڈھلوں کی طرف سے دعوتِ عصرانہ

قادیان مورخہ ۹ اپریل ۔ آج جماعت احمدیہ کے معزز مہمانان جناب عبدالعزیز صاحب آف لندن اور جناب صالح شبیبی صاحب انڈونیشین کے اعزاز میں سردار آتما سنگھ صاحب ڈھلوں نے بمکان جناب سردار ست نام سنگھ صاحب رجسٹرار دعوت عصرانہ دی۔ اس موقعہ پر سلسلہ احمدیہ کے ناظران اور دیگر معزز احباب کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی مکرم مولوی برکات احمد صاحب ناظر امور عامہ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال اور دیگر چند سات افراد نے شمولیت کی۔

بابا نوجا سنگھ صاحب ۔ سردار موہن سنگھ صاحب میونسپل کمشنر اور بعض دوسرے دوست بھی شامل ہوئے۔ دعوت کے بعد بابا نوجا سنگھ صاحب نے اپنی بعض نظمیں سنا کر احباب کو محظوظ کیا۔ جناب صالح شبیبی صاحب بوجہ طے شدہ پروگرام کے قبل از وقت دہلی تشریف لے گئے تھے اس لئے شامل نہ ہو سکے۔

کرنے کے لئے ایک پہاڑ میں سوراخ کیا جا رہا ہے۔ اس پراجیکٹ پر ۱۳ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ یہ سارا پراجیکٹ پہاڑ کے اندر ہی تیار ہوگا۔ جہاں کئی سرنگیں بنائی جا رہی ہیں۔ جن کے راستے پانی پہاڑ کے اندر داخل ہو کر وہاں نصب کئے جا رہے جنریٹروں کو چلانے کے بعد باہر آ جائے گا۔ چنانچہ پنڈت نہرو اس سارے کام کو دیکھ کر اس کا معائنہ کرتے رہے۔